<u>**Rohtas Mahila College , Sasaram**</u>

Dr. Shahla Bano
Dept of Urdu

Course:-B.A part 2 Hons paper 3rd(2019-20)
Book-Parda-e-Ghaflat
Topic:- Drama Parda Ghaflat 3rd continued

Scanned with CamScanner

ہے کہ انسان دُنیا میں اپنا فرض جانے اور ادا کرے، اللہ کے اور بندوں کے لیے مصیبت کا نہیں بلکہ راحت کا باعث ہو۔

رقیہ خاتون : اے ہے تو اس بے چارے نے کس کے سر پر مصیبت ڈھائی ہے۔

شیخ جی : اس بے چارے نے مصیبت ڈھائی ہے اپنی اسامیوں پر، جنھیں اس نے میاں احمد حسین کے سپرد کر دیا کہ پولیس سے مل کر انھیں لٹوائیں۔ اس نے مصیبت ڈھائی ہے اپنے خاندان پر جس کی آدھی جائداد اس کی نماز گزاری کی بدولت مہاجن کے قبضے میں جا رہی ہے۔ اس نے مصیبت ڈھائی ہے اپنے بیٹے اور بھتیجے پر جن کی تعلیم و تربیت کو اس نے تم پر چھوڑ رکھا ہے۔

(کھانسنے لگے)

رقیہ خاتون : یا اللہ ! یا اللہ ! اب میری باری آئی، شیخ جی آپ بزرگ ہیں اس لیے زبان روک کر رہ جاتی ہوں، مگر اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ بڑھاپے میں آپ کا دماغ صحیح نہیں رہا ـــــ میں آئی تھی ایک معاملے میں صلاح کرنے مگر سٹری سودائیوں سے کون باتیں کرے، لیجیے بندگی، میں جاتی ہوں۔

شیخ جی : (ہنس کر) تم نے خود ہی چھیڑ چھیڑ کر کہلوایا ورنہ میں نے تو تم لوگوں کو عقل کی بات سمجھانے سے توبہ کر لی ہے۔ اچھا، لو اب غصے کو تھوک دو۔ میرے الطاف حسین میں خوبیاں بھی بہت سی ہیں۔ تم کہو تو گنا چلوں، سیدانی بی ـــــ ہائیں کیا سچ مچ چلی گئیں ؟

رقیہ خاتون : کیا کروں بیٹھ کے، انسان اپنے حواس میں ہو تو اس سے بات

کی جائے۔

شیخ جی: اچھا اب سے ہے، میں سمٹ سمٹا کے حواس میں سمایا جاتا ہوں۔

رقیہ خاتون: لیجیے اب گالیاں دینے سے تھکے تو دل لگی کرنے لگے۔ کہتی ہوں کہ بڑی ضروری باتیں کرنا ہیں۔

شیخ جی: یا اللہ، تو ضروری باتیں کیا ضرور ہے کہ رو رو کے کی جائیں اور کراہ کراہ کے سُنی جائیں۔ تم کہہ چلو میں بہت غور سے سُن رہا ہوں۔

رقیہ خاتون: کچھ نہیں، بات یہ ہے کہ مجھے سعیدہ کی طرف سے بڑی فکر ہے۔ یہ لڑکی ایسی گھُنّی ہے کہ اس کے دل کی بات ہی سمجھ میں نہیں آتی۔ ہر وقت اُداس رہتی ہے، دن بدن دُبلی ہوتی جاتی ہے اور اوپر سے پڑھنے کی ہوس ہے۔ مَیں دن رات چیخا پیٹا کرتی ہوں مگر نہ تو وہ خدا کی بندی مُنہ سے کچھ کہتی ہے اور نہ میرے کہنے پر کان دھرتی ہے۔

شیخ جی: جہاں تک میں سمجھا آپ کو اس سے دو شکایتیں ہیں، ایک یہ کہ پڑھنے کا شوق رکھتی ہے دوسرے یہ کہ اُداس رہا کرتی ہے اور اس کا علاج آپ یہ کرتی ہیں کہ اسے پڑھنے نہ دیں اور اُس پر خفا ہوں۔

رقیہ خاتون: آپ نے پھر اُلٹی اُلٹی باتیں کرنا شروع کیں۔ میں اُس پر خفا ہوتی ہوں تو اس کی بھلائی کے لیے یا خدانخواستہ دشمنی سے؟

شیخ جی: سیدانی بی سنیے۔ سعیدہ کو مَیں نے گود میں کھلایا ہے اور اس کے باپ کو بچپن سے پڑھایا ہے۔ اس لڑکی کی طبیعت کی اُفتاد آدمی جب سمجھ سکتا ہے جب اس کے باپ کی سیرت سے خوب واقف ہو—— شجاعت حسین آپ کے دیور تھے مگر ان کو نہ آپ نے پہچانا نہ آپ کے شوہر اور بھائی نے۔ اگر مَیں آپ کو ان کی طبیعت اور ان کے خیالات

Scanned with CamScanner

سمجھاؤں تو آپ کیا سمجھیں گی۔ اتنا سُن لیجیے کہ مرحوم ایسا دماغ رکھتے تھے جو روزمرہ زندگی سے آگے کچھ سوچ سکتا تھا اور ایسا دل جو اپنے اور اپنے خاندان کے رنج و راحت کے علاوہ اور باتوں کا بھی احساس رکھتا تھا۔ ایسے لوگوں پر ان ذرا ذرا سی باتوں کا بہت اثر ہوتا ہے۔ جو آپ کے نزدیک کچھ معنی نہیں رکھتیں۔ سعیدہ ان کی بیٹی ہے اور پھر عورت ہونے کے سبب سے اُن سے بڑھ کر درد طبیعت میں رکھتی ہے۔ اب اس لڑکی کا دل تو ٹھہرا اس درجہ اثر پذیر اور پیدا ہوئی ہے وہ ایسے مُلک میں جہاں عورت کو گھٹ کر رہنا پڑتا ہے تو جو نتیجہ ہونا چاہیے وہ ظاہر ہے۔

خاتون: شیخ جی میری سمجھ میں آپ کی باتیں نہیں آتیں۔ یہ میں بھی سمجھتی ہوں کہ لڑکی سچ مچ شیشے کا سا دل رکھتی ہے مگر یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ میں نصیحت کرنا چھوڑ دوں۔ جوان لڑکی کی تعلیم آسان نہیں ہے۔ اگر گھڑکی جھڑکی سے کام نہ لوں تو کل کو میری برابری کرنے لگے گی۔ خیر، میں نے جس بات میں صلاح لینے کے لیے آپ کو بُلایا تھا وہ یہ ہے کہ میرے نزدیک اگر سعیدہ کی شادی ہو جائے تو گھر کے کام دھندے میں اس کا جی بہل جائے گا۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

شیخ جی: یہ لو پھر تم نے دیوانے کو ہو، کی کنجی دے دی۔ میں ابھی پہلی تقریر سے ہانپ رہا ہوں۔ تم نے وہ بات کہہ دی کہ اُبل پڑنے کو جی چاہتا ہے مگر تمھارے سامنے بکواس کرنے سے کوئی فائدہ نہیں اس لیے اب میں ہر بات کا نہایت اختصار سے جواب دیا کروں گا۔ تم جو مجھ سے پوچھتی ہو، یہ سعیدہ سے پوچھنا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

رقیہ خاتون : اور سنو لوگو، میں لڑکی سے جا کر اس کی شادی کی باتیں کروں۔
شیخ جی آپ کی حیا شرم کو آخر کیوں آگ لگ گئی۔ ایسی باتیں لڑکیوں سے دُنیا میں کوئی پوچھا کرتا ہے۔ باپ ماں، چچا چچی آخر کا ہے کے لیے ہوتے ہیں؟
شیخ جی : ظاہر ہے اسی لیے ہوتے ہیں کہ لڑکیوں سے بن پوچھے ان کی شادیاں کر دیا کریں۔ مگر یہ تو بتاؤ تم سعیدہ کی شادی کس سے کرنا چاہتی ہو؟
رقیہ خاتون : یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے، اسی سے جس سے منگنی ہوئی ہے۔
شیخ جی : یعنی مسمّی محمد جواد مدرس مڈل اسکول سے۔
رقیہ خاتون : اور نہیں تو کس سے؟
شیخ جی : مَیں اس کے بالکل خلاف ہوں۔
رقیہ خاتون : کیوں آخر؟
شیخ جی : نمبر ایک، جواد جہل مرکّب ہے۔ نمبر دو سعیدہ کی اور اس کی طبیعت میں راجا بھوج اور گنگا تیلی کا فرق ہے۔ نمبر تین، وہ ایک دوسرے لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہے۔
رقیہ خاتون : صاف صاف کیوں نہ کہیے کہ آپ سعیدہ کی شادی محمد علی سے ہونے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ جو جو منصوبے گُھٹتے ہیں وہ مجھ سے چھپے ہوئے ہیں مگر میں ایسی ننّھی نہیں ہوں۔ مجھے رتّی رتّی کی خبر ہے اور سب کو سُنا کر کہتی ہوں کہ چاہے اِدھر کی دُنیا اُدھر ہو جائے، میری بچّی کا بیاہ اس بدنصیب محمد علی سے نہیں ہو سکتا۔
شیخ جی : تمھارا یہ خیال ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ دونوں طرف کی دُنیا اپنی اپنی جگہ پر قائم رہے گی اور تمھاری بچّی کا بیاہ محمد علی سے رچے گا۔

Scanned with CamScanner

رقیہ خاتون : وہ کون تیس مار خاں ہے۔ جو میرے مقابلے میں آئے گا؟
میں بھی تو سُنوں اس کا نام۔

شیخ جی : ہاں اچھی طرح سُن لو، اس کا نام ہے ——— سعیدہ۔

رقیہ خاتون : بس۔ میں تو سمجھی تھی کہ کوئی بڑا رستم ہے۔ میاں منظور صاحب
بہادر کو آپ کیوں بھول گئے؟

شیخ جی : سعیدہ کا مقابلہ ایک تو آپ کے اور احمد حسین کے جبر سے ہے۔
اور دوسرے خاندان اور قوم کے تعصّب سے۔ پہلے معاملے میں بے شک
منظور اس کی مدد کرے گا مگر دوسرے میں وہ آپ اپنی مددگار رہوگی
کیوں کہ اس کا دل قوی ہے اور ارادہ مضبوط۔

رقیہ خاتون : (طعن آمیز ہنسی کے ساتھ) کیوں نہیں یہ بالشت بھر کی لڑکی
ضرور کنبے قبیلے سے لڑائی لڑے گی۔ اچھا ہے۔ میں بھی تماشا دیکھوں گی۔

شیخ جی : جی ہاں یہی بالشت بھر کی لڑکی سارے جہان کا مقابلہ کرے گی۔
میں کہہ چکا ہوں کہ آپ اس کو نہیں پہچانتی ہیں ——— سُنیے دنیا کے
دو تمدّنوں کے ٹکرانے سے ایک شرارہ پیدا ہوا ہے جس کا مخزن اس
لڑکی کا دِل ہے۔ ایشیا کے مغرب سے ایک قوم عزم، حوصلہ اور جرأت
لے کر آئی اور مشرق میں ایک دوسری قوم تھی جو صبر، ایثار اور درد
رکھتی تھی۔ دونوں کے صدیوں تک ساتھ رہنے سے ایک نئی سیرت کا
خمیر تیار ہوا۔ جس میں صبر اور عزم کے جوہر سمو دیے گئے ہیں۔ یہ سیرت
نئے ہندستان کے لڑکوں میں ہو یا نہ ہو، مگر سعیدہ جیسی لڑکیوں میں
اس کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ اس وقت وہ تمھاری اور احمد حسین
کی مخالفت کو صبر، خاموشی اور مسکینی سے جھیل رہی ہے۔ پر جو تم یہ

Scanned with CamScanner

سمجھتی ہو کہ تم بہن بھائیوں کی سختی نے اس کے عزم کو دبا دیا ہے اور اس کے حوصلے کو توڑ دیا ہے تو تم اپنے آپ کو دھوکا دے رہی ہو۔

رقیہ خاتون: شکر ہے آپ نے بس تو کی۔ میں تو سمجھی تھی شام ہوئی۔ اب مجھے آپ کے سٹھیا جانے میں مطلق شبہ نہیں رہا۔ خدا جانے کہاں کی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ لڑکی کے دل میں پورب پچھم، خمیر، شرارہ، خاک دھول، خدا جانے کیا کیا بھرا ہے۔ خیر میں آپ کا عندیہ لینے آئی تھی معلوم ہو گیا کہ آپ نے بھی میری دشمنی پر کمر باندھی ہے۔ بہت خوب، زندگی ہے تو دونوں دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔ اچھا بندگی عرض ہے میں جاتی ہوں۔

شیخ جی: جیتی رہو (اُٹھ کر باہر کی طرف چلے)

(آپ ہی آپ) یہ تو سچ کہتی ہے لڑکی، میں ضرور سٹھیا گیا ہوں ورنہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیوں کرتا جو اس کے گلہری برابر دماغ میں کسی طرح نہیں سما سکتیں۔ دوسرے اُسے اس طرح بھڑکا دینا بھی بُرا ہے مگر میں مجبور ہوں، بڑھاپے کے سبب سے زبان پر قابو نہیں رہا۔ اور سچ پوچھو تو جوانی ہی میں کب تھا۔

(ڈیوڑھی کے دروازے سے نکل گئے)

(پردہ گر جاتا ہے)

Scanned with CamScanner

تیسرا سین

(ایک چھوٹا سا کمرہ ہے، جس میں ایک طرف ایک پلنگ بچھا ہے اور اس کے پاس ایک چھوٹا سا تخت ہے جس پر منہ دھونے کا سامان اور نیچے ایک تسلا رکھا ہے۔ کمرے میں ایک طرف ایک چھوٹی سی میز اور اس کے سامنے سیدھی طرف ایک کرسی رکھی ہے۔ میز پر چند کتابیں اور قلم دوات وغیرہ ہے۔ کونے میں ایک الماری پر چند کتابیں رکھی ہیں۔ دیوار پر ایک نقشا لٹکا ہوا ہے)

(سعیدہ تخت پر بیٹھی مُنھ دھو رہی ہے۔ چند منٹ کے بعد رقیہ بیگم کمرے میں داخل ہوتی ہیں۔ سعیدہ جو اب منھ دھو چکی ہے اور تولیہ سے خشک کر رہی ہے، اسے چھوڑ کر جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوتی ہے)

سعیدہ : تسلیم عرض ہے چچی جان۔

رقیہ خاتون : جیتی رہو بیٹی، خدا عمر دراز کرے۔ اب طبیعت کیسی ہے؟ رات کو دشمنوں کو بخار تھا۔

سعیدہ : جی ہاں، خفیف سی حرارت تھی۔ اب اچھی ہوں۔

رقیہ خاتون : مَیں رات کو اِدھر سے گزری تو دیکھا ایک دروازہ کھُلا ہوا تھا، مَیں نے فوراً بند کیا۔ تمھیں اتنا سمجھایا کہ بخار میں ہوا نقصان

کرتی ہے، مگر تم پر اثر نہیں ہوتا۔

سعیدہ: ہچی جان رات گرمی بہت تھی۔

رقیہ خاتون: بٹیا مانا کہ گرمی تھی مگر صحت کا خیال مقدّم ہے۔ پسینہ آتے میں ہَوا کا لگ جانا بہت بُرا ہے۔ آخر ہم لوگوں کی اتنی عُمر آئی ہے، ہم نے بھی دُنیا میں کچھ دیکھا ہے! تم نے دو حرف کیا پڑھ لیے ہیں کہ اپنے نزدیک گھر بھر سے زیادہ عقل مند ہوگئی ہو۔ اور سچ پوچھو تو اس پڑھنے ہی نے تمھیں بیمار ڈالا ہے۔ دن بھر میرے ساتھ باورچی خانے میں کام کرنا، سینا پرونا اور رات کو کتاب لے کر بیٹھ جانا۔ صغرا کہتی تھی کہ گھڑی بھر پڑھنے سے سر میں درد ہونے لگتا ہے، نہ کہ دو دو گھنٹے سر کھپانا۔ بات ساری یہ ہے کہ آج کل بھائی موجود ہیں، اِس لیے دماغ عرش پر ہے۔

سعیدہ: جی نہیں، بھائی جان کے آنے سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ مَیں اب بھی اتنا ہی پڑھتی ہوں جتنا پہلے پڑھتی تھی۔

رقیہ خاتون: آخر یہ پڑھنا ہے کاہے کے لیے۔ قرآن پڑھ لیا۔ نماز روزے کے مسائل تحفۃ العوام میں سے نکال لیتی ہو، اب خون پانی ایک کرنے سے کیا فائدہ؟ ہاں خوب یاد آیا، صغرا کہتی تھی تم نے اسے خط لکھ کر بھیجا تھا۔ آخر تم چاہتی کیا ہو؟ کیا خاندان کی ناک کٹوانے کا ارادہ ہے؟ جو سُنے گا وہ کیا کہے گا کہ میر سجاد حسین کی پوتی تحریریں لکھتی ہے! خبردار اب کوئی خط پتّر صغرا کی سُسرال گیا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہے۔ اِدھر دیکھو! تم سے کہتی ہوں!

سعیدہ: جی، مَیں سُن رہی ہوں۔

Scanned with CamScanner

رقیہ خاتون : یوں نہیں، اچھی طرح کان کھول کر سُن لو۔ ہاں، مجھے یہ بھی کہنا تھا کہ محسن کا خط آیا ہے، وہ صغرا کو لینے آرہا ہے اور دوپہر کی گاڑی سے اُترے گا اگر تمھاری طبیعت ٹھیک ہو تو دوپہر اور شام کے کھانے کی دیکھ بھال کر لو۔ لیکن جو جی نڈھال ہو تو خبردار خبردار کسی کام میں ہاتھ نہ لگانا! صغرا کو سمجھا دو، وہ سب کر لے گی۔

سعیدہ : جی نہیں، میری طبیعت اب بالکل صاف ہے۔

رقیہ خاتون : اچھا میں اب جاتی ہوں۔ مجھے صغرا کی لڑکی کے کرتوں میں لچکا ٹانکنا ہے۔

(چلی جاتی ہیں)

(سعیدہ اپنی کتابیں ترتیب سے رکھتی ہے۔ اس سے فارغ ہو کر میز کے خانے سے ایک تصویر نکال کر دیکھنے لگتی ہے۔ صغرا کمرے میں داخل ہوتی ہے اور سعیدہ کے ہاتھ میں تصویر دیکھ کر چپکے چپکے قدم رکھتے ہوئے اس کے پاس پہنچ کر پیچھے سے جھانکنے لگتی ہے۔ سعیدہ ایسی محو ہے کہ اُسے مطلق صغرا کے آنے کی خبر نہیں)

صغرا : کیا پیارا چہرہ ہے؟

سعیدہ : (چونک کر) اے ہے۔ آپ بھی ڈرا دیتی ہیں بعض وقت صغرا بہن!

صغرا : سچ کہو کیسی چوری پکڑی ہے! نکلی نہ محمد علی کی تصویر؟

سعیدہ : ہاں، یہ تصویر بھائی جان یہاں بھول گئے تھے۔ اس وقت

میز صاف کرنے میں سامنے آ گئی تو میں نکال کے دیکھنے لگی۔
صغرا : (تصویر ہاتھ میں لے کر) بہت دن کے بعد یہ صورت دیکھی ہے۔
چچا جان کی زندگی میں ساتھ کھیلا کرتی تھی، مگر تب بچپنے کا چہرہ
تھا اب اور ہی بات ہے (سعیدہ سے) بھئی دولھا خوب ڈھونڈ
کے نکالا ہے! بڑی خوش نصیب ہو۔
سعیدہ : کیسی باتیں کرتی ہیں آپ۔ کس کا دولھا، کہاں کی دلھن؟
صغرا : چلو بس باتیں نہ بناؤ! مجھے سب معلوم ہے۔ روزانہ خط لکھے
جاتے ہیں، تحفے آیا جایا کرتے ہیں۔
سعیدہ : آپ خواب دیکھا کرتی ہیں، اور صبح اٹھ کے بھولے سے سمجھ لیتی
ہیں کہ جاگتے میں دیکھا تھا۔
صغرا : یہ تصویر بھی تو خواب میں دیکھ رہی ہوں نہ؟ آخر تم انکار کیوں
کرتی ہو؟
سعیدہ : جب کوئی بات بھی ہو۔ آپ کو تو ہر وقت ہنسی سوجھتی ہے۔
صغرا : ہنستے ہی گھر بستے ہیں۔ بھئی میں تو دل سے تمہاری خیر خواہ ہوں
اور دعا کرتی ہوں کہ محمد علی سے شادی ہو۔ وہ چکنی مٹی کا ڈھیر جواد
مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔
سعیدہ : بس ہو چکا۔ اب کوئی اور ذکر چھیڑیے۔
صغرا : اچھا تمہارا مزاج کیسا ہے؟
سعیدہ : الحمد للہ، اچھی ہوں۔
صغرا : کیا اماں جان یہاں آئی تھیں؟
سعیدہ : ہاں، ابھی ابھی تشریف لے گئی ہیں۔

Scanned with CamScanner

صغرا : نئی خبر تو سُنا گئی ہوں گی ؟
سعیدہ : ہاں کہتی تھیں دولھا بھائی آرہے ہیں، مُبارک ہو !
صغرا : بس رہنے بھی دو مبارک باد۔ یہ بھی معلوم ہے کاہے کے لیے آرہے ہیں ؟
سعیدہ : آپ کو لینے۔ اِسی لیے تو میں نے مُبارک باد دی تھی !
صغرا : یا اللہ ! یہ بھی کوئی خوشی کی بات ہے کہ آدمی اپنا گھر چھوڑ کے پرائے گھر جائے ؟
سعیدہ : پرایا گھر کیوں، آپ کا نہیں ہے ؟
صغرا : اے ہاں، کیوں نہیں۔ ایسی ہی تو میری تقدیر ہے کہ راج کروں گی۔ بھلا خوش دامن صاحبہ کو خدا سلامت رکھے، ان کے ہوتے ہوئے میری کون ہستی ہے ؟
سعیدہ : یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ دولھا بھائی اپنے والد کے انتقال کے بعد افسرِ خاندان ہیں، آپ اِن کی بیوی ہیں، آپ کی کوئی ہستی نہیں؟
صغرا : بڑے افسرِ خاندان ہیں ! ہر بات میں ماں کے اشاروں پر چلتے ہیں وہ جو کچھ کہہ دیں، مجال نہیں اس میں بال برابر فرق آجائے۔ جو کچھ کماتے ہیں لاکر بی اماں کے ہاتھ میں رکھ دیتے ہیں۔ وہی اندر باہر سب کا انتظام کرتی ہیں۔ میری وہ حیثیت ہے جو لونڈی کی ہوا کرتی ہے۔
سعیدہ : پھر آپ ہی دیکھیے جو میں کہتی ہوں کہ مشترکہ خاندان فساد کی بُنیاد ہے تو آپ خفا ہوتی ہیں۔
صغرا : تم تو دُنیا سے نرالی باتیں کرتی ہو ! یہ میری تقدیر ہے کہ ایسے

Scanned with CamScanner

ماں کے غلام سے پالا پڑا ہے، نہیں تو ایسی اللہ کی بندیاں بھی ہیں جن کے میاں ان کے بس میں ہیں۔ وہ گھر بھر میں راج کرتی ہیں اور ساس کو ناکوں چنے چبوا دیتی ہیں۔

سعیدہ : وہ تو ایک ہی بات ہے۔ کہیں ساس بہو کو ستاتی ہے کہیں بہو ساس کو، امن کسی گھر میں نہیں ہے۔

صغرا : تمھارے لیے ایک بات ہے، کوئی میرے دل سے پوچھے۔ اب رہا امن نہ ہونا تو یہ دنیا کا قاعدہ ہے، اس کے لیے کوئی کیا کرے۔ جب تمھاری شادی ہو تو میاں کو لے کر اپنا گھر وندا الگ بنانا۔ (منظور داخل ہوتا ہے) منظور بھائی بندگی۔

سعیدہ : آداب عرض ہے، بھائی جان!

منظور : کیوں سعیدہ طبیعت کیسی ہے؟

سعیدہ : الحمد للہ، بالکل اچھی ہوں۔ حرارت رات ہی کو جاتی رہی

منظور : آج صاحب بہادر آرہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ابھی یہاں استقبالی کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا۔

صغرا : ہیں نہ کسی کا استقبال کرتی ہوں نہ کسی کی کمیٹی۔ یہ آپ کی بہن صاحبہ مشت .... مشت .... مشترکہ خاندان کی بحث کر رہی ہیں۔

سعیدہ : بھائی جان، صغرا بہن اپنی ساس کی شکایت کر رہی تھیں کہ گھر بھر پر حکومت کرتی ہیں، انھیں معطل کر رکھا ہے اور ان سے ہمیشہ لڑتی رہتی ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ مشترکہ خاندان کی خرابی ہے تو خفا ہوتی ہیں اور کہتی ہیں کہ دنیا کا قاعدہ ہے کہ سب مل جل

کر رہیں۔

صغرا : آپ ہی کہیے میں کیا جھوٹ کہتی ہوں۔ دُنیا جہان میں کون شادی کے بعد الگ گھر کرکے بیٹھتا ہے۔

منظور : پھر تم چاہتی کیا ہو آخر؟

صغرا : میں چاہتی ہوں کہ جس طرح خوش دامن صاحبہ مجھ بے گناہ پر ستم توڑتی ہیں خداوہ زن لائے کہ میں بھی بنادوں بہو کیسی ہوتی ہے؟

سعیدہ : آپ نے کبھی اس پر بھی غور کیا کہ ساس بہو میں مخالفت کیوں ہوتی ہے؟

صغرا : میں دیوانی تو نہیں کہ غور کیا کروں۔ سب خدا کے حکم سے ہوتا ہے۔

سعیدہ : اسی وجہ سے تو اور سوچنا چاہیے کہ سب خدا کے حکم سے ہوتا ہے۔ جو کوئی نہ سوچے اسے بقول شیخ جی کے خدا کے حکم کی کوئی پرواہ نہیں۔

صغرا : اچھا پھر دادی اماں تم ہی بتاؤ۔ تم تو عقل کی پوٹ ہو۔

سعیدہ : ساس بہو میں میل رقابت کے سبب سے نہیں ہوتا۔ ایک طرف تو ماں، جو اپنے بیٹے کو بچپن سے بہ ہزار ناز و نعمت پالتی ہے اور اسے اپنی زندگی کا سہارا جانتی ہے، سمجھتی ہے کہ ایک غیر عورت نے آکر اس کے نورِ نظر کو اس سے چھین لیا۔ دوسری طرف بیوی جو اپنے عزیز و اقارب، گھر بار چھوڑ کر اور ایک شخص کا دامن تھام کر اسے اپنی زندگی کا شریک بناتی ہے کسی طرح یہ گوارا نہیں کر سکتی

Scanned with CamScanner

کہ اس کا چھیننا کسی اور کو، خواہ وہ ماں ہی کیوں نہ ہو، اس سے زیادہ چاہے۔ مشترکہ خاندان کی بدولت ساس بہو ہمیشہ ایک دوسرے کے سر پر سوار رہتی ہیں۔ اس میں رقابت کے جذبے کو پوری طرح اظہار کا موقع ملتا ہے اور ہر گھر میدانِ جنگ بن جاتا ہے۔

صغرا: یا اللہ بھائی تو تھے ہی بہن اور بھی فیلسوف نکلیں۔ ان تقریروں کا بھلا میں کیا جواب دے سکتی ہوں۔

منظور: اچھا اپنے شوہر جنگ بہادر کو آجانے دو۔ دونوں مل کر مجھ سے بحث کر لینا۔

صغرا: جی ہاں، وہ ضرور اپنی ماں کے مقابلے میں میرا ساتھ دیں گے! یہ ہوتا تو پھر رونا ہی کاہے کا تھا۔

سعیدہ: ماں کے مقابلے کا کیا ذکر ہے۔ بحث تو عام نقطۂ نظر سے ہوتی ہے۔

صغرا: بھلا نقطۂ نظر سے مجھے کیا مل جائے گا۔ تم سے کوئی اپنا درد دکھ بیان کرے تو ہمدردی ایک طرف تم اور اوپر سے نقطۂ نظر لے بیٹھتی ہو۔

منظور: (ہنس کر) صغرا تمھاری ان کی نہیں بنے گی۔ تم کو اپنی فکر ہے اور انھیں سارے جہان کی۔ تم اپنی ساس کا فیصلہ کرنا چاہتی ہو اور سعیدہ دنیا بھر کی ساسوں کا جھگڑا نپٹانا چاہتی ہیں۔

سعیدہ: صغرا بہن یہ آپ کی زبردستی ہے کہ آپ سمجھتی ہیں مجھے آپ سے ہمدردی نہیں، مگر بات یہ ہے کہ جن مشکلات میں آپ مبتلا ہیں انھیں میں آپ کی ہزاروں بہنیں گرفتار ہیں اس لیے میں ان پر

Scanned with CamScanner

عام نقطۂ۔ .... عام حیثیت سے غور کرتی ہوں، آپ کی ساس کچھ دُنیا سے نرالی ....

صغرا: بس سعیدہ. یہی تو کہتی ہوں تم نہیں جانتیں مجھے کس بلا سے سابقہ پڑا ہے۔ تم کبھی خوش دامن صاحبہ کو دیکھو تو معلوم ہو کہ دُنیا سے نرالی ہیں یا نہیں۔ وہ ڈراونی شکل کہ خدا کی پناہ، ہتھنی کا سا ڈیل ڈول بجّو کی سی آنکھیں، موٹے موٹے ہونٹھ، بالشت بھر کی ناک، پھر زبان کا یہ حال کہ میرا دل جانتا ہے، جعل فریب پور پور میں ....

منظور: بس بس رہنے دو صغرا، اب تم گالیوں اور کوسنے پر اُتر آؤ گی۔ معلوم ہو گیا کہ تمھاری اور تمھاری ساس کی مخالفت انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ محسن کو آنے دو میں ان سے اس مسئلے پر گفتگو کروں گا۔

(خادمہ داخل ہوتی ہے)

خادمہ: سیدانی بی کہتی ہیں کھانا پکانا شروع کیجیے دیر ہو رہی ہے۔

صغرا: (اُٹھتے ہوئے منظور سے) ہاں ہاں وہ آپ کی بات ضرور مانیں گے میرے منظور بھائی خوب اچھی طرح کہیے گا۔ مگر ضرور بھول نہ جائیے گا۔

منظور: نہیں بھولوں گا۔

صغرا: (اُٹھ کر) آؤ سعیدہ چلیں، بہت کام کرنا ہے۔

سعیدہ: آپ چلیے میں ایک منٹ میں آتی ہوں۔

صغرا: دیکھو دیر نہ کرنا۔ (چلی جاتی ہے)

منظور: آج تو تمھارا سبق رہا۔ کل جمعہ ہے، پرسوں صبح کو پڑھنا۔

سعیدہ: کیوں بھائی جان، آخر سہ پہر کو فرصت نہ ہوگی؟

Scanned with CamScanner

منظور : نہیں، آج کا دن تو سارا محسن کی نذر ہوگا۔
سعیدہ : بہت اچھا، مگر سنیچر کو ضرور۔ ہاں یہ تو بتائیے آپ نے جو اٹیلس منگانے کا وعدہ کیا تھا۔
منظور : ہاں میں نے محسن کو لکھ دیا تھا وہ غالباً لائیں گے۔
سعیدہ : خدا کرے بھول نہ جائیں۔
منظور : اچھا اب تم جاکر کام کرو، صغرا انتظار کرتی ہوگی۔
سعیدہ : (اُٹھ کر) آداب عرض ہے۔
منظور : جیتی رہو۔

(پردہ گر جاتا ہے)

Scanned with CamScanner